© rasailojaraid.com

برسولِ اللهِ ﷺ لقيَ إبراهيمَ عليه السلام وموسىٰ عليه السلام وعيسىٰ عليه السلام فتذاكروا الساعةَ، فبدءُوا بإبراهيمَ عليه السلام فسألوه عنها فلم يكن عندهُ منها علمٌ، ثم سألوا موسىٰ عليه السلام فلم يكن عنده منها علمٌ، فرُدَّ الحديث إلىٰ عيسىٰ عليه السلام، قال: قد عُهِدَ إليَّ فيما دونَ وَجْبَتِها، فأمّا وَجْبَتُها فلا يعلمُها إلا اللهُ، فذكرَ خروجَ الدجّالِ قال: فَأَنْزِلُ فَأَقْتُلُهُ ......" وفي لفظ: "فَأَهْبِطُ فَأَقْتُلُهُ" [سنن ابن ماجه كتاب الفتن ح:٤٠٨١ وصححه في الزوائد وخالفه الألباني، المستدرك للحاكم ح:٨٤٤٨، ٣٤٠٢، ٨٥٠٢، ٨٦٣٨ وقال: صحيح الإسناد ووافقه الذهبي، مسند أحمد ح:٣٥٥٦، مصنف ابن أبي شيبة ح:٣٠٣] "اسراء ومعراج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملے۔ انہوں نے قیامت کا تذکرہ فرمایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع کیا گیا۔ آپ کے پاس اس (کی تاریخ) کا علم نہ تھا، پھر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو آپ کے پاس بھی اس بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ پھر سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹایا گیا، انہوں نے فرمایا: یقیناً مجھ سے ایک بات طے کی گئی ہے جو قیامت برپا ہونے سے پہلے واقع ہوگی۔ وقوعِ قیامت (کی تاریخ) تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ علیہ السلام نے دجال کے ظہور کا ذکر فرمایا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: **پھر میں اتروں گا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دوں گا** ......"

سوال: عِلْمٌ بمعنی: "علامت" کی کیا دلیل ہے؟

جواب: لِسانُ العربِ میں ہے: نزولُه إلى الأرضِ علامةٌ تدلُّ على اقترابِ الساعةِ.

امام رازی: أي شَرَطٌ مِن أشراطِها تُعلَمُ به. فسُمِيَ الشرطُ الدالُّ على الشيءِ عِلْمًا لحصولِ العِلْمِ به. وقرأ ابنُ عباسٍ رضي الله عنه: "لَعَلَمٌ" وهو العلامةُ.

سوال: ﴿الساعة﴾ کے معنی "عذاب کی گھڑی" بھی ہو سکتے ہیں۔

جواب: "لفظی ترجمہ" تو یہ بھی ہو سکتا تھا، لیکن اس آیتِ کریمہ میں نہیں؛ کیونکہ سیاق وسباق اور حدیث شریف سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

آیتِ قرآنی اور حدیث سے "نزول" ثابت ہوا تو "صعود" بھی لازماً ثابت ہوگا، اور زمانہ قبل النزول میں **حیات** بھی ضروری ہے، لہٰذا "حیات" بھی ثابت ہوئی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اخوت اسلامی (قسط: ۲۸) عبدالرحیم روزی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روئے زمین کا افضل ترین طبقہ

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

صلح حدیبیہ میں سفیر اسلام: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کفار سے مذاکرات کے لیے مکہ بھیجا۔ سربراہانِ قریش نے آپ کو یہ پیشکش کی: ''اگر آپ طواف کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہیں کرتے میں طواف نہیں کروں گا۔'' لوگوں نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ خوش قسمت نکلا کہ وہ کعبہ کا طواف کر کے آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ وہ ایسا ہرگز نہیں کرے گا۔'' [**بخاری فضائل الصحابة ح:۳۶۹۸، فروع کافی ج:۳ واقعه صلح حدیبیه**]

دوسرے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا ہے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''بیعتِ رضوان'' لینا شروع کر دی۔ اس کے دلآویز تذکرہ دیکھئے: [**الفتح ۴۸ وما بعده**] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بایاں ہاتھ دایاں ہاتھ میں دے کر فرمایا: ''یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔'' چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعد میں کہا کرتے تھے: ''سب کے دائیں ہاتھ سے میری طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بایاں ہاتھ افضل ہے۔''

جنگ تبوک میں آپ رضی اللہ عنہ نہ صرف شریک ہوئے؛ بلکہ پالان، کجاوے سمیت **1200** اونٹ، **200** اوقیہ چاندی، **70000** درہم، **70** گھوڑے، **1000** دینار اور **700** اوقیہ سونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیے۔ جب سکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گود میں بکھیر دیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں الٹتے پلٹتے ہوئے فرماتے تھے: ''**مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ**'' [**ترمذی**] ''عثمان رضی اللہ عنہ آج کے بعد جو عمل کرے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔'' اس جنگ میں اعلان نبوی تھا: ''جو شخص جیش عسرت کے لیے تیاری کا سامان فراہم کرے گا، اس کو جنت حاصل ہوگی۔'' [**بخاری**] ایک روایت میں ہے کہ آپؓ نے نبوی لشکر کے لیے دو تہائی سامان فراہم کیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلافتِ شیخین میں: آپ رضی اللہ عنہ اپنے فہم و تدبر اور علم و فضل کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص، میر منشی اور مفتی تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے

© rasailojaraid.com

اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے ساتھ ارباب حل وعقد کے طور پر رکھتے اور کوئی گورنری وغیرہ کا عہدہ سونپ کر باہر نہیں بھیجتے تھے۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی میراث کے لیے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آپ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو حج پر بھیجا تو ان کے تحفظ اور خدمت کے لیے عثمان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو ساتھ بھیجا۔ [صحیح البخاری باب حج النساء]

خلافت کے منصب پر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی معلومات وتجربات کے مطابق خلافت کے لیے چھ موزون صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کمیٹی تشکیل دی، اور اپنے بہنوئی اور عم زاد سعید بن زید عدوی رضی اللہ عنہ کو (ایک رائے کے مطابق) قریبی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے کمیٹی میں شامل نہ کیا۔ ورنہ وہ بھی خوش قسمت دس جنتیوں کی فہرست میں شامل تھے۔

قصہ کوتاہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چیئرمین کمیٹی نے کہا کہ چھ میں سے تین، اپنے تین ساتھیوں کے حق میں دستبردار ہو جائیں۔ میں خود اس کا امیدوار نہیں ہوں؛ مگر میں آپ میں سے افضل شخص کو منتخب کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور خلافت کے امیدوار صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ رہ گئے۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اربابِ حل وعقد اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی رائے لینے میں کئی شب' بیداری میں گزار دیں۔ دونوں بزرگوں سے بھی خوب تبادلہ خیالات کیا۔ ان سے خلیفہ نہ بننے کی صورت میں منتخب خلیفہ کی سمع وطاعت کرنے کا عہد وپیمان لیا۔ ان ایام میں تمام سالارِ لشکر بھی حج کے لیے آ کر موجود تھے۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اکابرین صحابہ رضی اللہ عنہم، تمام سپہ سالاروں اور عوام کو مسجد نبوی میں جمع کیا اور حمد وثنا کے بعد کہا: "يا عليّ! إني نظرتُ في أمرِ الناسِ فلمْ أرَهُمْ يَعدلونَ بعثمانَ، فلا تجعلنَّ على نفسِك سبيلًا" اے علی رضی اللہ عنہ! میں نے پبلک کے امور میں خوب غور وخوض کیا تو میں نے لوگوں کو عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کسی اور کو شمار کرتے نہیں دیکھا۔ لہٰذا آپ، اپنے خلاف کوئی راستہ نہ نکالیں!" یہ کہہ کر عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی: "میں آپ کی بیعت کرتا ہوں اس شرط پر کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد کے دو خلفاء رضی اللہ عنہم کے منہج پر چلو گے۔" اس کے بعد مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم، سپہ سالاران اور تمام مسلمانوں نے بیعت کی۔" تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجئے: [بخاری ح: ۳۷۰۰، ۷۲۰۷]

فتوحات وتوسیع مملکت اسلامیہ: آپ رضی اللہ عنہ نے نہ صرف فتوحات عہد فاروقی کو جاری رکھا؛ بلکہ بحری جنگوں کا بھی آغاز کیا۔ جس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ مخالفت فرماتے رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے عہد میں گورنر مصر عبداللہ بن ابی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سرح نے سکندریہ، لیبیا اور تونس فتح کیا۔ عبد اللہ بن عامر نے خراسان (نیشابور، طوس، مرو، ہرات، سرخس، نسا، ریو د ر فاریاب، طالقان وغیرہ) سیستان اور کابل فتح کیے۔ حبیب بن مسلمہ نے آذربائیجان اور آرمینہ فتح کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم برصغیر پہنچے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ امام زہریؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں: افریقہ، خراسان اور سندھ کے بعض حصے عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فتح ہوئے۔

مولانا اسحاق بھٹی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے عہد میں پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہاں پہنچے: حضرت حکیم بن جبلہ رضی اللہ عنہ، عبید اللہ بن معمر تیمی رضی اللہ عنہ، عمیر بن عثمان رضی اللہ عنہ، مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمٰن بن سمرہ قریشی رضی اللہ عنہ۔ یہ اصحاب بغرض جہاد تشریف لائے اور یہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، جن کے نام دستیاب ہو چکے ہیں، وگرنہ تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد حرام اور مسجد نبوی کی توسیع کی۔ سڑکیں، پل، مساجد، مسافر خانے، اور مہمان خانے تعمیر کیے۔ الغرض آپ کی خلافت اسلامی فلاحی ریاست کا مکمل نمونہ تھی۔

جمع قرآن کا کارنامہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فتوحاتِ آرمینیہ و آذربائیجان کے دوران شامی اور عراقی فوج میں شامل حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ جہاد کر رہے تھے۔ آپ ان علاقوں کے نومسلموں کی مختلف قراءتوں سے خوفزدہ ہو کر عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "يا أميرَ المؤمنينَ أدركْ هذهِ الأمةَ قبلَ أن يختلفوا في الكتابِ اختلافَ اليهودِ والنصارىٰ" اے امیر المؤمنین! اس امت کو سنبھال لیں، یہود و نصاریٰ کی طرح کتابِ الٰہی میں اختلاف کرنے سے پہلے۔"

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہ کی کمیٹی بنا کر قرآن مجید مرتب کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے ام المؤمنین حضرت حفصہؓ سے مصحف صدیقی منگوا کر مختلف مصاحف میں منتقل کر دیا۔ اور ہر صوبے میں اس کا ایک ایک نسخہ بھیج دیا۔ ساتھ قراء بھی سکھانے کے لیے بھیجنے کا انتظام کر دیا۔ [بخاری فضائل قرآن باب جمع القرآن]

بغاوت اور اس کے اسباب: آپ رضی اللہ عنہ کی بارہ سالہ مدتِ خلافت میں سے پہلا نصف حصہ نہایت عروج پر رہا۔ لیکن دوسرے نصف حصے میں اندرونی انتشار نے جنم لیا۔ مؤرخین نے فتنوں کے اسباب بیان کرنے میں مبالغے سے خوب کام لیا ہے، ان میں سے کچھ تو خود ساختہ و ناقابل التفات ہیں۔ بعض اہم وجوہات یہ ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

افراطِ زر اور دولت کی فراوانی، عبداللہ بن سبا کی سبائی یہودی تحریک، اکابرین صحابہ کرام ﷺ کا آہستہ آہستہ ختم ہونا اور نسل نو کا وجود میں آنا، مفتوحہ ممالک کی شکست خوردہ اقوام کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف انتقامی پالیسیاں، عرب وعجم میں رقابت کی وجہ سے قومی تحریک پیدا ہونا اور خود عربوں میں قبائلی عصبیت کا احیاء۔

باغیوں کا حملہ اور شہادت: امام ابن الاثیرؒ کے مطابق آپ ﷺ کے خلاف باقاعدہ اور منظم ایک گروہ تیار ہوگیا۔ ابن سبأ یہودی اس کا سرغنہ تھا۔ اس نے اپنے کارکنوں کو ہدایت کی کہ ہر جگہ ان تین چیزوں پر عمل کریں:

۱۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی آڑ میں لوگوں کو اپنا معتقد بنالینا۔

۲۔ عہدیدارانِ عثمان ﷺ کو ہر ممکن طریقہ سے بدنام کرنا۔

۳۔ خلیفہ کی کنبہ پروری کی داستان عام کرنا۔ [تاریخ طبری، ابن الاثیر]

چنانچہ بصرہ، کوفہ اور مصر میں' جو کہ مراکزِ فتنہ تھے، تینوں پروپیگنڈوں نے آگ لگا دی۔ اس سلسلے میں حضرت عثمان ﷺ کی طرف سے جعلی خطوط بھی چلائے گئے۔ ایک بار باغیوں کے ایک گروہ نے مدینہ آ کر حضرت علی ﷺ، طلحہ ﷺ زبیر ﷺ اور ازواجِ مطہراتؓ سے ملاقات کی۔ ان سب نے معزولی عثمان ﷺ کے آپشن کو بالکل مسترد کر دیا۔ وہ ناکام ہو کر چلے گئے مگر جلد ہی واپس آ گئے۔ حضرت علی ﷺ نے کوفہ اور بصرہ کے وفد پر جرح کرتے ہوئے فرمایا: ''اے بصرہ اور کوفہ کے لوگو! تم واپسی میں اہل مصر سے کوسوں دور آگے نکل گئے تھے، پھر تم اچانک ہماری طرف مڑ آئے۔ اہل مصر کو جو واقعہ پیش آیا، اس کا تم کو کیونکر علم ہوا؟ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سارا منصوبہ تم لوگوں نے اسی وقت بنایا تھا، جب تم مدینہ آئے تھے۔'' اس جاندار تبصرے سے وہ لوگ کھسیانے ہو گئے۔

کم وبیش ایک ماہ باغیوں نے مدینہ میں گھیراؤ ڈالے رکھا۔ بعد میں باغی امیر غافقی مسجد نبوی میں امامت کرانے لگا۔ اور آپ ﷺ گھر میں محصور ہو گئے۔ اس دوران حضرت عبید اللہ بن عدی ﷺ نے آپ پر داخل ہو کر کہا کہ آپ تمام مسلمانوں کے امام عام ہیں۔ آپ کی حالت تو یہ ہے اور ہمیں باغیوں کا امام نماز پڑھاتا ہے۔ جس پر ہم دل میں کھٹکا محسوس کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز لوگوں کا سب سے بہترین عمل ہے۔ جب لوگ اچھا کریں، تو بھی ان کی طرح اچھائی کر، جب وہ برائی کرنے لگیں تو اس سے بچ جا!'' [بخاری اذان باب امامۃ المفتون والمبتدع]

حضرت عثمان ﷺ ایسے پریشان کن حالات میں بھی عدل وانصاف اور اصولی بات کرتے تھے۔ وگرنہ یہ ایک سنہرا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

موقع تھا کہ ان کی نفسیات کو چھیڑتے ہوئے باغی امام کے خلاف ورغلاتے اور کہتے کہ واقعی اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ مگر آپ نے شرعی حکم کو ذاتی انتقام کے لیے استعمال نہیں کیا۔

محاصرہ کے دوران حضرات حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ، ابن الزبیر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ دفاعی پہرہ دے رہے تھے۔ محافظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے باغیوں کے خلاف مسلح دفاع کرنے کی اجازت مانگی؛ مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی وجہ سے خون خرابہ ہونے کو ناپسند کرتے ہوئے ہتھیار اٹھانے کی قطعی اجازت نہ دی۔ جمعہ مبارکہ شہادت کے روز فرمایا: میں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ ''فرماتے ہیں کہ عثمان! آج روزہ ہمارے ساتھ افطار کرنا!''

عصر کے بعد آپ قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے، باغیوں نے آپ پر حملہ کر کے شہید کیا۔ اور آپ کا خون آیت ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ پر گرا۔ ﴿إنا لله وإنا إليه راجعون﴾ بلاذری کے مطابق حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ دفاع کرتے ہوئے لہولہان ہوگئے۔ یہ المناک سانحہ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ مطابق 17 نومبر 641ء کو پیش آیا، آپ قبرستان بقیع میں سپردِ خاک ہوگئے۔ درمیانِ بقیع میں الگ ایک بڑی قبر کی صورت میں محفوظ ہے۔

میرے استاذ گرامی ڈاکٹر جمیل عبداللہ مصری تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''خلیفہ ثالث کے زمانہ میں امت جس ابتلاء کا شکار ہوئی، وہ فتنے اور سازشیں تھیں، جس کا پلان بنانے میں یہود ونصاریٰ اور اسلامی سلطنت کے سب ہی دشمن شریک تھے۔'' **آپ کی مظلومانہ شہادت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے تأثرات بیان کیے۔ جن میں سے کچھ یہ ہیں:**

۱۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ: ''اب اسلام میں اتنا بڑا شگاف پیدا ہو چکا ہے کہ پہاڑ بھی اسے بند نہیں کرسکتا۔''

۲۔ زید بن صومان رضی اللہ عنہ: ''اب مسلمانوں کے دل قیامت تک ایک دوسرے سے مل نہیں سکتے۔''

۳۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ: ''تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو سلوک کیا ہے، حق یہ ہے کہ تم پر احد پہاڑ آ گرے۔'' [بخاری]

۴۔ ابو مسلم خولانیؒ: ''قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا وہی حشر ہوگا، جو قوم ثمود کا ہوا؛ کیونکہ خلیفہ کا قتل، اونٹنی کے قتل سے کہیں زیادہ معصیت ہے۔''

آپ رضی اللہ عنہ لباس اور غذا پر تکلف استعمال کرتے تھے۔ اور بیت المال سے کبھی کوئی چیز نہیں لیتے تھے۔ مزاج میں سادہ، رقیق القلب اور فیاض واقع ہوئے تھے۔ اتباعِ سنت، ارشادِ نبوی کا احترام، تقویٰ و پاکیزگی آپ کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ کتابت وحی وعہود ومواثیق، قراءت قرآن، حدیث وفقہ، اجتہاد وقضا میں معروف تھے۔ قراءتِ حفص عن عاصم کی سند آپؓ تک بھی پہنچتی ہے۔ آپ کا ایک شاگرد ابو عبد الرحمٰن السلمیؒ ہے، جس کا شاگرد عاصم بن ابی النجودؒ ہے، جس کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قراءات ایشیا میں معروف ہے۔

فضائل ومناقب: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بہت سی احادیث واقوال صحابہ رضی اللہ عنہم وارد ہیں۔ جن میں سے کچھ بطور نمونہ نذر قارئین ہیں:

۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں سے محل استدلال یہ ہے: ''ثمّ استفتحَ رجلٌ فقال لي: ''افتح له وبشِّرْه بالجنةِ على بلوَى تصيبُه'' فإذا عثمانُ، فأخبرتُه بما قال النبي ﷺ، فحمد اللهَ ثم قال: ''اللهُ المستعانُ'' [اللؤلؤ والمرجان فيما اتفق عليه الشيخان ح: ١٥٥٤] ''پھر ایک آدمی نے (باغ کا) دروازہ کھٹکھٹایا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اس کے لیے کھول اور جنت کی خوشخبری دے کہ اسے بلوائی شہید کریں گے۔'' وہ عثمان رضی اللہ عنہ نکلے، میں نے خوشخبری دی، اس نے اللہ کی تعریف کی اور کہا کہ اللہ ہی مددگار ہے۔''

۲۔ آپ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے جس میں اریس کنواں کا ذکر ہے کہ اتنے میں عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے، تو منڈیر پر جگہ ختم ہو چکی تھی، تو وہ بالمقابل بیٹھ گئے۔ راوی ابن المسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کی تعبیر ان کی قبروں سے کی۔ [حوالہ مذکورہ ح: ١٥٥٥]

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ میرے حجرے میں دونوں ران یا پنڈلی کھولے بیٹھے تھے، جب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے تو آپ ﷺ اسی حالت میں تشریف فرما رہے، لیکن جب عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے کپڑوں کو درست کیا اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ جب سب چلے گئے تو میں نے عرض کیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو آپ نے کوئی اہتمام نہیں فرمایا، جب عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ سیدھے ہو کے بیٹھے اور کپڑے بھی درست کیے! فرمایا: ''کیا میں ایسے شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں؟!'' [مسلم فضائل الصحابة ح: ٢٤٠١]

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ احد پہاڑی پر چڑھے، آپ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے کہ احد لرزنے لگا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اُحد ٹھہر جا! میں سمجھتا ہوں آپ نے قدم مبارک مارا تھا) تیرے اوپر سوائے نبی، صدیق اور شہید کے کوئی نہیں۔'' [بخاری فضائل عثمان رضی اللہ عنہ ح: ٣٦٩٩]

اولاد: آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد کی تعداد بہت ہے۔ ان میں عبداللہ اکبر، عبداللہ اصغر، ابان، عمر، مغیرہ، عمرو، خالد، سعید

© rasailojaraid.com